Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۲۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

بروز بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۶۲/۲۷ | ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ ۲۴ صلح ۱۳۵۲ ہش ۲۴ جنوری ۱۹۷۳ء | نمبر ۱۸

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۔ ۲۳ صلح ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمد للہ

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۔ ۲۳ صلح ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ :۔ بیماری لمبی ہوتی جارہی ہے تاہم اب طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے التزام کے ساتھ دعا فرمائیں۔

نماز عید کے بعد مسجد اقصیٰ سے ایک گمشدہ گھڑی ملی ہے ۔ جو محترم مولوی عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد کی تحویل میں ہے۔

جس کسی دوست کی ہو وہ نشانی بتا کر ان سے لے لیں۔

صدقہ برائے یتامیٰ و مساکین ادا فرمایئے!

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یتامیٰ کی خبرگیری کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی۔ مشرکین مکہ مارے جاتے تھے ۔ تو اُن کے یتیم بچوں کی کوئی دیکھ بھال نہیں کرتا تھا۔ مگر مدینہ کے لوگ اپنے یتامیٰ کو سر پر اُٹھا لیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مدینہ کے لوگ ایثار اور قربانی سے ڈرتے نہیں تھے۔ انہیں یہ فکر نہیں تھا کہ ہم مارے گئے تو ہمارے بچوں کی نگہداشت کون کریگا۔ مگر مکہ والے لوگ ڈرتے تھے۔ اس لئے کہ اُن کے بعد اُن کے بچوں کی پرورش کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم جزء چہارم حصہ سوم صفحہ ۳۳۲، ۳۳۸)

(ناظر بیت المال آمد ۔ ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کوئی علاج حتمی نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ جو علاج فرماتا ہے وہی حتمی ہوتا ہے

یہ بات کامل ایمان کو چاہتی ہے اور یقین کے پہاڑ سے پیدا ہوتی ہے

"اصل میں انسان جوں جوں اپنے ایمان کو کامل کرتا ہے اور یقین میں پکّا ہوتا جاتا ہے توں توں اللہ تعالیٰ اس کے واسطے خود علاج کرتا ہے۔ اس کو ضرورت نہیں رہتی کہ دوائیں تلاش کرتا پھرے وہ خدا تعالیٰ کی دوائیں کھاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا علاج کرتا ہے۔ بھلا کوئی دعوے سے کہہ سکتا ہے کہ فلاں دوا سے فلاں مریض ضرور ہی شفا پا جائے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ وہ اُلٹا ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔ بعض وقت تشخیص میں غلطی ہوتی ہے۔ بعض وقت دواؤں کے اجزاء میں غلطی ہو جاتی ہے۔ غرض حتمی علاج نہیں ہو سکتا۔ ہاں خدا تعالیٰ جو علاج فرماتا ہے وہ حتمی ہوتا ہے۔ اس سے نقصان نہیں ہوتا۔ مگر یہ بات ذرا مشکل ہے اور کامل ایمان کو چاہتی ہے اور یقین کے پہاڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ خود معالج ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ دانت میں سخت درد تھا۔ میں نے کسی سے دریافت کیا کہ اس کا کیا علاج ہے۔ اس نے کہا کہ موٹا علاج مشہور ہے 'علاجِ دنداں اخراجِ دنداں'۔ اس کا یہ فقرہ میرے دل پر بہت گراں گذرا۔ کیونکہ دانت بھی ایک نعمتِ الٰہی ہے۔ اسے نکال دینا ایک نعمت سے محروم ہونا ہے۔ اسی فکر میں تھا کہ غنودگی ہوئی اور زبان پر جاری ہوا۔ واذا مرضت فھو یشفین ۔ اس کے ساتھ ہی معاً درد ٹھہر گیا اور پھر نہیں ہوا۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۳۰)

ضروری درخواست

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے احباب جماعت اور فضل عمر ہسپتال کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ احباب کی طرف سے آمدہ صدقات کی رقوم سے نادار اور غریب مریضوں کا علاج گذشتہ ۱۲ سال سے ہو رہا ہے۔ اب کچھ عرصہ سے اس مد میں رقوم کم آ رہی ہیں اور امسال بیماریاں بھی غیر معمولی طور پر زیادہ آتی رہی ہیں۔ اس لئے اخراجات بھی لازماً زیادہ ہو رہے ہیں۔ خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو کارِ خیر شروع کیا تھا وہ کہیں رقم کی کمی کی وجہ سے بند نہ کرنا پڑے۔

لہٰذا احباب اس طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں اور زیادہ سے زیادہ رقوم صدقات برائے علاج نادار و غریب مریضان بھجواتے رہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(خاکسار ڈاکٹر مرزا منور احمد)

پبلشر :۔ مسعود احمد ؛ پرنٹر :۔ سید عبد الحی ؛ مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت :۔ دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

اَمراض کی تکالیف اور اُنکے نتائج سے بچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ انسان دَوا بھی کرے اَور خُدا کے حضور بھی جُھکے

علاج سمیت ہر کام میں عقل و فراست سے کام لینا چاہیئے، مُہلک ادویہ کا استعمال سوائے اشد ضرورت کے نہ کیا جائے

مجلسِ صحت کو پُوری طرح بیدار رہ کر اور پُورے زور سے کام کرنے والی ایک فعّال مجلس بننا چاہیئے، سارا ربوہ اس کا ممبر ہے

نئے اور پُرانے درختوں کی حفاظت ازبس ضروری ہے۔ میری یہ شدید خواہش ہے کہ ربوہ ایک باغ بن جائے

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ ۲۴ نبوت ۱۳۵۱ ھش (مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۷۲ء) بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ:- مکرم یوسف سلیم صاحب شاہد ایم، اے۔ انچارج شعبہ زود نویسی ربوہ

سُورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج کل ہمارے ملک میں بھی اور باہر سے آمدہ اطلاعات کے مطابق بعض بیرونی ممالک میں بھی ملیریا، انفلوئنزا اور گلے کی خرابی نے وبائی صورت میں انسان پر حملہ کر رکھا ہے۔ یہ تینوں بیماریاں بظاہر اکٹھی حملہ کرتی ہیں۔ چنانچہ یہاں ربوہ میں بھی بڑے بھی اور چھوٹے بچے بھی بڑی کثرت سے بیمار ہوتے رہے ہیں۔ بہت سے اب بھی بیمار چلے آرہے ہیں۔ بعض گھروں میں تو سارے کے سارے گھر والے بیمار پڑے ہوئے تھے۔

جہاں تک انفلوئنزا کا تعلّق ہے، یہ ضروری نہیں کہ گلے، ناک اور سر پر اس کا حملہ ہو اور ساتھ بخار ہو جائے بلکہ بعض دفعہ تو یہ معدہ اور انتڑیوں پر بھی حملہ کرتا ہے جس کی وجہ سے پیچش اور اسہال کی بیماری خصوصاً بچّوں میں بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ پچھلے دنوں تو ربوہ میں بہت سے چھوٹے بچے وفات پا گئے۔ یہ ایسی بیماری ہے جو بڑوں اور چھوٹوں سب پر حملہ کرتی ہے۔ بعض دفعہ چند گھنٹوں کے بخار میں مریض کی وفات ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انفلوئنزا کی نئی قسم کے VIRUS (وائرس) یعنی کیڑے حملہ آور ہوئے ہیں جن کی ابھی تک صحیح طور پر تشخیص نہیں ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ان بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

انفلوئنزا کا پہلا بڑا حملہ

جو انسان کے علم میں آیا وہ ۱۹۱۸ء کا فلو تھا۔ اس میں مجھے یاد ہے قادیان میں ایک وقت میں آدھے شاید اس سے بھی زیادہ یعنی ستّر اسّی فیصد دوست انفلوئنزا کی بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر بھی اس کا بڑا سخت حملہ ہوا تھا۔ حالت بڑی پریشان کن اور تشویشناک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپکو صحت عطاء فرمائی۔ اسکے بعد دو چار بار فلو وبائی شکل میں مختلف ملکوں میں حملہ آور ہوتا رہا ہے۔ مگر تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ہر دفعہ انفلوئنزاء کے وائرس یعنی کیڑے مختلف شکل کے ہوتے تھے جن پر پہلی دوائیوں کا اثر بھی نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً انسان نے اپنے تجربہ سے ۱۹۱۸ء میں جو دوائیاں ایجاد کیں اُن کا اثر بعد کے وبائی فلو کے اُوپر نہیں ہوا۔ لندن میں ایک ہومیو پیتھک فرم ہے جس نے ۱۹۱۸ء اور اس کے بعد کے مختلف وبائی فلو کے جو کیڑے ہوتے رہے ہیں اُن کو ٹی بی کے کیڑوں کے ساتھ اکٹھا کر کے ہومیو پیتھی کی شکل میں علاج تیار کیا ہے۔ یہ دوا احتیاطی تدبیر کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہے تاکہ فلو نہ ہو۔ مَیں نے بھی یہ دوا منگوائی تھی اور بہت سے دوستوں کو پچھلے سال استعمال کروائی تھی۔ اکثر دوستوں کو اِس سے بڑا فائدہ بھی ہُوا۔ گو یہ دوا بڑی اچھی ہے لیکن اِس دفعہ مَیں نے یہ دوا استعمال نہیں کرائی کیونکہ ہم نہیں کہہ سکتے اگر کوئی نیا وائرس یعنی کیڑا ہے تو اس پر وُہ اثر بھی کرتی ہے یا نہیں۔

بہرحال بیماری خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔ وبائی شکل میں ہو یا روزمرہ کی اُن بیماریوں کی طرح ہو جو عام طور پر کسی نہ کسی کو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ اصل شافی تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ قرآنِ کریم میں آتا ہے اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ٥ (الشعراء: ۸۱) یعنی جب مَیں بیمار ہوتا ہوں تو وُہ (اللہ) مجھے شفا دیتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری انسان کی غلطی اور گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے کیونکہ کھانے پینے اور رہنے سہنے کے طریق اسلام نے بتا دیئے ہیں کہ کس طرح اپنے جسم کی حفاظت کرنی ہے اور کھانے کو ہضم کرنے کیلئے کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے وغیرہ۔ چنانچہ اِس دُنیا میں صحت مند رہنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جو احکام بیان فرمائے ہیں جب انسان اُنکی پرواہ نہیں کرتا تو وہ بیمار ہو جاتا ہے پھر چونکہ بیماری خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے اس لئے اسکو دُور کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کو استغفار کے ذریعہ خوش کرنا پڑتا ہے اور اُسکی پیدا کردہ ادویہ سے فائدہ اُٹھانا پڑتا ہے۔

پھر جہاں تک بیماری کے علاج کا تعلق ہے اور بیمار کی ذہنی کیفیت کا سوال ہے، ہمیں دُنیا میں

تین قسم کے لوگ

نظر آتے ہیں۔ ایک قسم وُہ ہے جو دائیں طرف جُھکے ہوتے ہیں، دوسرے وہ جو بائیں طرف جُھکے ہوتے ہیں اور تیسرے وہ جو صراطِ مستقیم کی پر قائم ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ دائیں کو جُھکے ہوئے ہیں وُہ کہتے ہیں کہ شفاء تو اللہ تعالیٰ نے دینی ہے اسلئے کسی دوا یا تدبیر کی کیا ضرورت ہے۔ اسکے مقابلہ پر جو لوگ بائیں کو جُھکے ہُوئے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ صرف دوا کافی ہے۔ دوا نے شفاء دینی ہے۔ ایسے لوگ خدا کا خانہ خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ ان دو انتہاؤں کے درمیان جو لوگ صراطِ مستقیم پر قائم ہوتے ہیں یعنی اُس سیدھی اور درمیانی راہ کو اختیار کرتے ہیں جس کا اُمَّةً وَّسَطًا میں ذکر ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اِس دُنیا کو پیدا کیا۔ دوائیوں کو بھی اُسی نے پیدا کیا اِسلئے دوا نہ کرنا جہاں اُسکی نعمتوں کی ناشکری ہے وہاں دوا پر کُلّی بھروسہ کرنا کُفر اور شرک ہے اور توحید کی راہ سے بھٹکنے کے مترادف ہے۔

پس جو لوگ یہ کہتے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی نے شفاء دینی ہے تو پھر دوا کرنے کی کیا ضرورت ہے، اُن سے مَیں یہ کہوں گا کہ پیٹ بھرنا بھی تو اللہ کا کام ہے۔ لیکن کبھی تم نے یہ نہیں کہا کہ کھانا کھا کر کیا لینا ہے۔ پیٹ تو اللہ نے بھرنا ہے۔ کبھی کسی آدمی نے یہ نہیں کہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ سردی سے اللہ نے حفاظت کر دی ہے اس لئے سردی کے موسم میں گرم کپڑے پہننے کی کیا ضرورت ہے ۔ مثلاً ان دنوں سردی کی لہر آگئی ہے اور لوگوں کا خیال ہے کہ شاید اس سے بھی زیادہ آئے گی بہرحال سردی کی وجہ سے لوگ گرم کپڑے مثلاً سویٹر اور کوٹ وغیرہ پہنتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ کپڑے پہننے کی کیا ضرورت ہے ہم لنگوٹا باندھیں گے یا ستر کا حصہ ڈھانپ لیں گے اور چلیں پھریں گے۔ اب جو شخص بھی ایسا کرے گا وہ بیمار ہو جائے گا اور پاگل کہلائے گا

اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دوا شفاء دے گی خواہ خدا تعالیٰ کی مشیت کچھ اور ہو اور وہ شفاء نہ دینا چاہے اس قسم کا خیال بھی غلط ہے ۔ دوا صرف اس صورت میں شفاء دے گی جب اللہ تعالیٰ کا اسے حکم ہو گا ۔ اور ہم دوا کو اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دوا کو استعمال کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قرآن کریم کے مضامین کی تفسیر میں

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کر دی ہے ۔ آخر دوا کا تعلق بھی تو اس مادی جسم کے ساتھ ہے اور جسم کی دیگر ضروریات کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی ہزاروں لاکھوں چیزیں پیدا کی ہیں ۔ مثلاً مختلف قسم کے کھانے پیدا کئے اُن میں توازن پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کی اشیاء پیدا کیں ۔ اس نے ہمارے لئے کپڑے پیدا کئے ۔ کپڑے بنانے کے لئے روئی پیدا کی ۔ اس نے چودہ چودہ پندرہ پندرہ ہزار فٹ بلند پہاڑوں پر رہنے والی بھیڑیں پیدا کیں جن پر بہت باریک اور گرم اُون ہوتی ہے جسے پشمینہ کہتے ہیں ۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ جہاں برف پڑتی ہے ۔ اس کے نیچے ڈھلوانوں میں بھیڑیں پرورش پاتی ہیں ۔ جن کی اُون ایک تو خود اُن کو گرم رکھنے اور دوسرے انسان کو گرمی پہنچانے کا بھی کام دیتی ہے ۔ بعض دفعہ عمر کے بعض حصوں میں بعض طبائع ایسی بھی ہوتی ہیں جو بھاری کپڑوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتیں کسی زمانہ میں میں سردیوں کے دنوں میں بڑا وزنی کوٹ پہن لیا کرتا تھا ۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک کوٹ دیا تھا جو بڑا موٹا اور وزنی تھا ۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک میں نے وہ کوٹ بھی استعمال کیا تھا مگر اب میرے کندھوں کے اعصاب اور عضلات موٹی چیز کا بوجھ برداشت نہیں کرتے ۔ میں اپنی بات کر رہا ہوں ۔ مجھے کپڑوں میں ایسی ہلکی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جو گرم بھی ہو اور کم وزن بھی ہو ۔ اس قسم کی چیز کی مجھے تلاش کرنی پڑتی ہے ورنہ پھر ٹھنڈ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے ۔ غرض جب اس مادی جسم کے آسائش و آرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں لاکھوں اشیاء پیدا کی ہیں اور اس جسم کو

بیماری کے اثرات

سے بچانے کے لئے اس نے دوا بھی پیدا کی ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور اپنے بندہ کو جو اس کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے یہ فرمایا ہے کہ میں نے تیرے لئے ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے ۔ تو ضرورت کے وقت اُسے استعمال کر لیکن اس کا فائدہ نہیں ہو گا جب تو سائل بن کر مجھ سے میری رحمت کا طالب ہو گا ۔ تب میں دوا کو حکم دوں گا کہ وہ تجھ پر اثر کرے اور تیرے جسم کو حکم دوں گا کہ وہ دوا کے اثر کو قبول کرے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اصل شفا اس وقت ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا حکم دونوں پر نازل ہوتا ہے یعنی دوا پر بھی اور جسم پر بھی ۔ ڈاکٹر جس مریض کو لاعلاج قرار دیتا ہے اس کا مطلب اسلامی اصطلاح میں صرف اتنا ہے کہ اس مریض کے جسم کے ذرات دوا کے اثر کو قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں ۔ لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا اور اس کے حضور عاجزانہ رنگ میں جھکتا اور اس سے شفا کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اس کے جسم اور جسم کے ذرّوں پر حکم نازل کرتا ہے کہ وہ دوا کے اثر کو قبول کریں ۔ چنانچہ اس طرح انسانی جسم میں دوا کے قبول کرنے کی خاصیت عود کر آ[illegible] بیمار کو شفا مل جاتی ہے

پس یہ کہنا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ شافی ہے اس لئے کسی دوا کے استعمال کی ضرورت نہیں

اسلامی تعلیم سے ناواقفیت کی دلیل

ہے ۔ ایسے لوگ دائیں طرف جھکنے والے ہوتے ہیں وہ ظاہر میں تو توحید کے قائل ہوتے ہیں لیکن اندرونی طور پر اور باطنی لحاظ سے مشرک ہوتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ دوائیاں وغیرہ اپنے آپ ہی آگئی ہیں خدا کی منشاء اور اس کی حکمت کاملہ نے انکو پیدا نہیں کیا ایسا سمجھنا غلط ہے ۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے یا وہ حقیقی توحید پر قائم نہیں ہوتے وہ کہتے ہیں کہ بس دوا کھائی ۔ آرام آجائے گا ۔ لیکن صرف دوا پر بھروسہ کرنا بھی صحیح نہیں ہے ویسے اگر خدا تعالیٰ نے شفا دینی ہو تو وہ مٹی کی چٹکی میں شفا رکھ دیتا ہے ہم نے خود اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ سخت تکلیف میں مبتلا بلکہ تڑپتے ہوئے مریض کو مٹی کی ایک چٹکی دی گئی اور اُسے آرام آگیا اور پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک ہی نسخہ ایک دعا گو طبیب دیتا ہے تو مریض کو شفا ہو جاتی ہے اور ایک غافل شخص جس کو توحید کا علم نہیں ہوتا اور وہ دعاؤں سے کام نہیں لیتا وہی نسخہ اور وہی دوا دیتا ہے لیکن مریض کو شفا نہیں ہوتی ۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

ہمارے والد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے ۔ ہم سب بھی انہیں ماموں جان ہی کہا کرتے تھے وہ ایک دفعہ شملہ میں تھے خود مریض بھی تھے مگر طبیعت میں استغناء تھا پیسے کا لالچ نہیں تھا ۔ طبیعت خراب ہوتی تھی تو وہ اپنے کمپاؤنڈر سے کہتے تھے کہ وہ مریض کو دیکھنے چلا جائے ۔ کمپاؤنڈر کو بھی وہی نسخے یاد تھے جو حضرت میر صاحبؓ دیا کرتے تھے لیکن مریض آ کر کہتے تھے کہ آپ خود دوائی لکھ کر دیں ۔ کمپاؤنڈر نے جو دوائی لکھ کر دی ہے اس سے آرام نہیں آیا حالانکہ دوائی ایک ہی ہوتی تھی ۔ غرض کمپاؤنڈر نے دوائی تو وہی دی لیکن اس سے وہ دعا نہیں کی جو حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ مریض کے لئے کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر ہدایت فرمائی ہے کہ بڑا ظالم ہے وہ ڈاکٹر اور طبیب جو اپنے مریض کے لئے دعا نہیں کرتا ۔ ظالم اس لئے ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ صرف دوائی سے آرام آجائے گا یا اس کی فنی مہارت مریض کے کام آجائے گی ۔ ڈاکٹر کی مہارت اور دوا اس وقت مریض کے کام آتی ہے جب اللہ تعالیٰ آسمانوں سے ایسا حکم نازل کرتا ہے ورنہ وہ فائدہ نہیں کرتی ۔

پس بائیں طرف جھکنے والے مریض سمجھتے ہیں کہ بس دوا لے لی ہے دعا کی ضرورت نہیں ہے یا اللہ کے فضل کی ضرورت نہیں ہے لیکن جو شخص مومن ہے اور راہ راست اور صراط مستقیم پر چلنے والا ہے ۔ وہ دوا کھاتا بھی ہے اور دوا پر بھروسہ بھی نہیں رکھتا ۔ وہ دوا اس لئے کھاتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ اُس کے رب نے اُسے کہا کہ تیرے لئے یہ دَوا پیدا کی گئی ہے تُو اسے استعمال کر۔

دَوا تدبیر ہے

اور دعا اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرتی ہے جو شخص بیماری کی حالت میں دوا استعمال کرتا ہے اور اپنے رب کے حضور عاجزانہ جھکتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا بخشتا ہے۔

پس میں اپنی جماعت کو خصوصاً اور تمام بنی نوع انسان کو عموماً یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ امراض کی تکالیف سے، ان کے نتائج سے جو بسا اوقات موت کی شکل میں یا فالج کی شکل میں یعنی بعض دفعہ جسم کے معین حصے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں مثلاً جگر مستقل طور پر خراب ہو جاتا ہے۔ ان سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ دوا کے علاوہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔ اس سلسلہ میں مَیں اپنے احمدی دوستوں سے بالخصوص یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حسب استعداد معرفت و عرفانِ ذات و صفات باری عطا فرمایا ہے اس لئے نہ صرف خود بیماریوں سے بچنا ہے بلکہ دوسروں کو راہ راست کی طرف لانا بھی ہمارا فرض ہے اس لئے جہاں دواؤں کو استعمال کرو وہاں دواؤں پر بھروسہ بھی نہ رکھو کیونکہ دوائیں استعمال نہ کرنا خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے اور

دواؤں پر کلی بھروسہ رکھنا

اللہ تعالیٰ کی توحید کے خلاف ہے۔ اس لئے صراط مستقیم کو اختیار کرو۔ دواؤں وغیرہ کو استعمال کرو لیکن یہ نہ سمجھو کہ بس دواؤں کے نتیجہ میں شفا حاصل ہوگی۔ شفا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملے گی اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کرو کہ

إِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

یعنی انسان اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہوتا ہے۔

غرض یہ تو تھی علاج معالجہ کے ضمن میں مریض کی ذہنی کیفیت۔ اب ہم طبیب کی ذہنی کیفیت کو لیتے ہیں جو اچھی بھی ہوتی ہے اور بُری بھی ہوتی ہے مثلاً طبیب کی بُری ذہنیت یہ ہو سکتی ہے کہ جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے طبیب اپنے مریض کے لئے دُعا نہ کرے اور اس کی اچھی ذہنیت یہ ہے کہ وہ اپنے مریض کے لئے دُعا بھی کرے لیکن دُعا کے علاوہ صحیح تدبیر کرنا بھی ضروری ہے۔

اس وقت ہمارے ہاں

مختلف قسم کی طب

رائج ہیں۔ ایک کو ایلوپیتھی کہتے ہیں۔ اس کی طرح مغربی ممالک نے ڈالی ہے انہوں نے اس پر ریسرچ کر کے اور مختلف اجزاء کو ملا کر کچھ دوائیں تیار کیں اور مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ اُن کی تاثیرات معلوم کیں۔ پھر انڈسٹری یعنی صنعت و حرفت کی ترقی کے ساتھ مختلف قسم کے اپریشن ممکن ہو گئے یا اس سلسلہ میں بعض دوائیوں کا استعمال ممکن ہو گیا مثلاً ٹیکہ لگانا اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک انسان کوئی ایسی باریک سی سوئی نہ بنا لیتا جس کے اندر ایسا سوراخ ہو جس کے ذریعہ دوائی مریض کے جسم میں داخل کی جا سکے۔ کیونکہ حقنے کی نال کے ذریعہ سے تو انسانی جسم میں ٹیکہ نہیں لگایا جا سکتا۔ پس پانچ سو سال پہلے انجکشن لگانے کا سوال ہی نہ تھا۔ یعنی اگر دوائی کی طرف توجہ ہوتی اور

ہم بنا بھی لیتے تب بھی چونکہ انجکشن کا طریق معلوم نہیں تھا اسلئے اُسے انسان کے جسم میں داخل نہیں کیا جا سکتا تھا۔

غرض جب تک صنعت و حرفت کی ترقی سے ایسے سامان نہ پیدا ہو گئے اور انجکشن کی سوئی بنانا ممکن نہ ہو گیا اُس وقت تک ان دوائیوں کی طرف انسان کو توجہ نہیں ہوئی۔ شروع میں تو صنعت و حرفت کا صرف یہی مطلب تھا کہ کپڑے بنا دئے یا شکر کے کارخانے کی مشینری بنا دی۔ لیکن

آپریشن کے اوزار کی فراہمی

تو صنعت و حرفت کی ترقی یافتہ صورت میں ممکن تھی چنانچہ جب صنعت و حرفت نے ترقی کی اور انسان نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے فائدہ اٹھایا اور انجکشن کی سوئی اور ادویہ وغیرہ بنا لیں مگر اس سلسلہ میں انسان نے دو غلطیاں کیں ایک یہ کہ سرجن یعنی جس ڈاکٹر کے ہاتھ میں اپریشن کرنے والا چاقو ہے اس کی ذہنیت یہ ہو گئی کہ جب بیمار اس کے پاس آتا ہے تو اسے یہ یقین نہیں ہوتا کہ مریض کو فلاں بیماری ہے اس کی انگلیوں میں کھجلی ہونے لگتی ہے وہ کہتا ہے کہ نشتر استعمال ہونا چاہئے۔ اس لئے اگر کسی آدمی کو مثلاً اپنڈکس کی تکلیف ہے تو ڈاکٹر کہتا ہے تم لیٹ جاؤ میں تمہارا اپریشن کرتا ہوں۔ تمہارا پیٹ کھولتا ہوں۔ اپنڈکس خراب ہوئی تب بھی نکال دوں گا اور اگر اچھی ہوئی تب بھی نکال دوں گا۔ کیا فرق پڑتا ہوں ابھی کسی زمانہ میں ڈاکٹر کہتے تھے کہ اپنڈکس بے فائدہ ہے مگر اب ڈاکٹر یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ پس اگر کوئی چیز بے فائدہ نہیں تو اپنڈکس کے بھی بعض فوائد ہیں۔ اب جس آدمی کی اچھی بھلی اپنڈکس نکال دی گئی اُسے تو گویا اسکے فوائد سے محروم کر دیا گیا۔ سرجن نے شبہ میں (یا بعض تو ویسے ہی شوق میں) پیٹ کھولا اور دیکھا کہ اپنڈکس نہیں ہے تو سوچا کہ چلو اب تو پیٹ کھولا ہوا ہے کیوں نہ اپنڈکس نکال کر باہر پھینک دیا جائے حالانکہ

میرا یہ ذاتی تجربہ ہے

کہ بہت سے احمدی دوست جو اپنڈکس کی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں جب وہ مجھ سے مشورہ لیتے ہیں تو میں دعاؤں کے بعد (اللہ تعالیٰ ہی میری طبیعت کے اندر یہ کیفیت پیدا کرتا ہے) انہیں مشورہ دیا کرتا ہوں کہ اپریشن نہ کرواؤ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے۔ اپریشن کے بغیر آرام آجاتا ہے ـــــ مَیں نے شاید پہلے بھی بتایا ہے [illegible] صاحبہ جنکے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوتا تھا اُنکا ایک اپریشن ٹیوب کھولنے کیلئے ہوا مگر اس سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا مَیں جب ۱۹۶۶ء میں دورے پر گیا تو انہوں نے مجھ سے بھی ذکر کیا کہ میں بڑی پریشان ہوں شادی کو کئی سال ہو گئے ہیں لیکن بچہ پیدا نہیں ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہے کہ بچہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب کوئی آدمی میرے سامنے یہ کہے کہ فلاں کام ناممکن ہے تو میری طبیعت بہت پریشان ہو جاتی ہے اور میری غیرت دینی جوش مارتی ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ خدا تعالیٰ کے سامنے تو کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ یہ لوگ کیس ڈاکٹر کہتے ہیں دوبارہ اپریشن کرواؤ میں کہتا ہوں چھ مہینے تک اپریشن نہ کرواؤ۔ اس کے بعد پھر مجھ سے مشورہ کر لینا۔ چنانچہ تین مہینے بعد اس کا خط آگیا کہ مجھے حمل ٹھہر گیا ہے اب دیکھو ڈاکٹر جس بات کو ناممکن قرار دیتے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل نے اُسے ممکن بنا دیا حالانکہ ڈاکٹروں کی انگلیوں میں کھجلی ہو رہی تھی وہ انہیں کہتے تھے کہ ہم اپریشن کے لئے دوبارہ چاقو چلا دیتے ہیں۔ دیکھیں گے اگر ٹھیک ہوا تو رہنے دیں گے ورنہ بچہ پیدا کرنے والے نظام کو کاٹ کر باہر پھینک دیں گے ـــــ پس انسان نے ایک تو یہ غلطی کی کہ جب

جراحی کے سامان

ترقی کر گئے تو عمل جراحی حد اعتدال سے آگے بڑھ گیا اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو حدود قائم کی تھیں اُن کا خیال نہ رکھا گیا اور اس سے انسانوں کو آرام آنے کی بجائے مزید تکلیف پہنچی۔ علاج کے اس مخصوص طریق میں دوسری خرابی یہ پیدا ہوئی کہ جس طرح انہوں نے اپریشن کے اوزار مثلاً نشتر تو انہوں نے ایسے چاقو بنا لئے جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن میں بجلی کی ایک خاص طاقت کی لہر ہوتی ہے اور وہ ساتھ ساتھ شریانیں بند کرتی جاتی ہے تاکہ بلیڈنگ نہ ہو اسی طرح ادویہ بھی تیار کر لیں جو نشتر ہی کی طرح تیز اور زود اثر ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ جتنی اینٹی بائیوٹک وغیرہ ادویہ ہیں یعنی پنسلین اور مائی سین وغیرہ وہ اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ ادویہ دراصل اندھی ہیں۔ یہ خراب اور اچھے دونوں قسم کے جراثیم مار دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے پیٹ میں اربوں کی تعداد میں مختلف قسم کے ایسے کیڑے پیدا کئے ہیں جو انسان کے ہضم کے نظام میں اور اس کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہیں مگر مائی سین جو اندھی ہے یہ دے کر اگر بیماری ہے تو نہ صرف بیماری کے کیڑے کو ہلاک کرتی ہے بلکہ ساتھ ہی ان کیڑوں کو بھی تباہ کر دیتی ہے جو انسان کی صحت کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اور اس طرح اس قسم کی ادویہ کے بالعموم بُرے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ ہمارے اپنے گھر کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ اُسے معری میں نمونیہ کی کچھ تکلیف ہو گئی تو ڈاکٹر نے اُسے اتنی مقدار میں مائی سین دے دی کہ اُسے خون کا کینسر ہو گیا یعنی خون کے سُرخ ذرّے بننے بند ہو گئے۔ چنانچہ وہ مائی سین کے غلط استعمال کی وجہ سے جلد ہی وفات پا گیا۔ ہمارے ہاں عام آدمی پڑھا ہوا نہیں ہوتا وہ دیکھتا ہے کہ ہمارے محلے میں دو تین آدمیوں کو مائی سین کے استعمال سے فائدہ ہوا ہے تو وہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور بعض دفعہ ڈاکٹر کہتا بھی ہے کہ مائی سین کی ضرورت نہیں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں مائی سین کا ٹیکہ ضرور لگوانا ہے۔

پس ایک تو میں مریض اور اس کے لواحقین کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی انتہائی خطرناک دوائیں

انتہائی ضرورت کے وقت

استعمال ہونی چاہئیں۔ اس سے پہلے استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ دوسرے میں ڈاکٹروں سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ ایسی ادویہ کا اندھا دھند استعمال نہ کرائیں۔ انگلستان میں کوئی انگریز ڈاکٹر کسی انگریز پر آنکھیں بند کر کے ان دواؤں کا استعمال نہیں کرتا۔ بعض ہمارے احمدی دوست جو بیمار تھے جب وہ انگلستان گئے اور انہوں نے وہاں ڈاکٹروں کو دکھایا تو انہوں نے کہا تمہارے ملک کے ڈاکٹر بھی عجیب ہیں جو اس کثرت کے ساتھ ان دواؤں کو مریضوں پر استعمال کرا دیتے ہیں یہ تو بڑی مہلک ادویہ ہیں لیکن یہاں لوگ ڈاکٹروں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں چنانچہ کئی ڈاکٹروں نے مجھے بتایا ہے کہ مثلاً ملیریا بخار کے مریض کہتے ہیں کہ کونین کا ٹیکہ لگا دیں ورنہ ان کی تسلی نہیں ہو گی۔ یہ طریق درست نہیں ہے۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے عقل و فراست عطا فرمائی ہے اس لئے بیماری کے علاج سمیت ہر کام عقل و فراست سے کرنا چاہیئے۔

کچھ دن ہوئے میری ایک پوتی جو چند مہینے کی ہے اُسے بھی اسی بیماری کا شدید حملہ ہوا جو آج کل ملک میں پھیلی ہوئی ہے اُسے بار بار اسہال آنے لگے میں تو ڈاکٹر نہیں ہوں جن ڈاکٹروں نے بچی کو دیکھا انہوں نے مائی سین تجویز کی چنانچہ بچوں والی مائی سین دینی شروع کی گئی پانچ سات دن گزر گئے مگر آرام نہ آیا یہانتک کہ نوبت دس دس منٹ کے بعد اسہال تک پہنچ گئی تو میں نے اپنی بہو سے کہا کہ دراصل اب یہ بیماری کے اسہال نہیں اب یہ دوائی کے اسہال شروع ہو گئے ہیں۔ اس واسطے تم اس دوائی کو چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ دوائی چھڑوا دی اور اپنا ہی جو مجھے تھوڑا بہت ہومیو پیتھی کا علم ہے اس کے مطابق علاج کیا تو اُسے آرام آگیا

دو تین سال کی بات ہے

ہمارے ایک سابق مبلغ مجھے ملنے کے لئے آئے تو میں انہیں دیکھ کر حیران ہو گیا پہلے اُن کی صحت عام طور پر بڑی اچھی اور چہرے پر رونق رہتی تھی۔ لیکن اب جو میں نے دیکھا تو یوں لگا جیسے وہ نیم مُردہ سے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا بات سنو! بات نہ کرنا۔ میں نے پوچھا کیا آج کل اینٹی بائیوٹک ادویہ کھا رہے ہو۔ کہنے لگے ہاں میں نے کہا وہ تمہارے چہرے پر ہلاکت کے آثار چھوڑ رہی ہیں۔ اس لئے میں آپ کو یہ حکم دیتا ہوں کہ آج کے بعد تم اینٹی بائیوٹک ادویہ استعمال نہیں کرو گے۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد اُن کا خط آ گیا کہ میں نے آپ کا حکم مان لیا تھا اور دوائی چھوڑ دی تھی اس سے مجھے آرام آگیا ہے۔

پس اس قسم کی جتنی بھی اینٹی بائیوٹک ادویہ ہیں اُن کے استعمال میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمارے ایلوپیتھی کے اطباء کو چاہیئے کہ وہ مریضوں کو سوائے اس کے کہ کوئی اور چارہ نہ رہے اس قسم کی مہلک ادویہ استعمال نہ کرائیں اور نہ ہمارے مریضوں کو ان دواؤں کے استعمال پر اصرار کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل دی ہے اس لئے ہمیں عقل سے کام لینا چاہیئے۔

دوسری پرانی طب ہے اسے آئیورویدک۔ طب یونانی کہتے ہیں یا اسے اسلامی طب کہنا چاہیئے کیونکہ ہمارے مسلمان اطباء نے اس پر بڑا کام کیا ہے لیکن میں نے کسی کو مسلم طب کہتے نہیں سُنا۔ حالانکہ یہ دراصل مسلم طب ہے کیونکہ مسلمان اطباء نے اس کی ترقی و ترویج میں بڑا کام کیا ہے۔ ایک وقت تک اس طب نے بڑا اچھا کام کیا اور دُنیا کو اس کے ذریعہ بڑا فائدہ پہنچایا۔ مگر بعد کے زمانہ میں فکر میں بھی، مشاہدہ میں بھی اور عملی تجربات میں بھی تنزل رونما ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے باہر سے جو مختلف قسم کے دوسرے خیالات تھے وہ لئے اور کچھ انہوں نے اس طب یونانی سے اخذ کئے اور علم طب میں ترقی کر گئے انہوں نے ان کا زیادہ صحیح استعمال کیا یا غلط استعمال کیا اس سے اس وقت بحث نہیں تاہم میں یہ مثال دیا کرتا ہوں کہ طب یونانی کے جو مرکبات اور نسخے ہیں میرا خیال ہے کہ پچاس فیصد سے زاید نسخوں میں افیون پڑتی ہے لیکن میرے علم میں ایسا کوئی شخص نہیں حالانکہ میں نے لوگوں سے پوچھا بھی ہے اور خود غور بھی کیا ہے لیکن مجھے کوئی آدمی ایسا نہیں ملا جس نے

طب یونانی یا مسلم طب

کا کوئی ایسا نسخہ استعمال کیا ہو جس میں افیون پڑتی ہو اور اُسے افیون کھانے کی عادت پڑ گئی ہو۔ میرے علم میں ایسا کوئی مریض نہیں ہے۔ لیکن یہ بات میرے علم میں ہے کہ جب ایلوپیتھی میں افیون کے مختلف ست (اجزاء) نکالے گئے اور میرے خیال میں اس وقت تک ۲۳-۲۴ اجزاء بنائے جا چکے ہیں بلکہ اب تو کسی نے مجھے بتایا ہے کہ ان کی تعداد ۳۵، ۴۰ تک جا پہنچی ہے۔ بہر حال جب ان کو علیحدہ علیحدہ استعمال کیا گیا تو میرے علم میں ہے اور ڈاکٹروں کے علم میں بھی ہے کہ اکثر مریضوں کو افیون کھانے کی عادت پڑ گئی اسی لئے جو سمجھدار ڈاکٹر ہے وہ اپنے مریض کو تنبیہہ کر دیتا ہے کیونکہ بعض ایسی طبائع ہوتی ہیں کہ ان کو ایک ٹیکے یا ایک خوراک سے افیون کھانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ غرض جو نقصان طب یونانی کی شکل میں افیون دینے سے نہیں ہوا تھا وہ ایلوپیتھی کی شکل میں دینے سے پیدا ہو گیا۔ بایں ہمہ ایلوپیتھی والوں کا یہ کہنا کہ طب یونانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے کام کی نہیں یہ تو پرانا اور دقیانوسی طریق علاج ہے۔ یہ طب ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ یہ کہنا غلط ہے۔

لیکن انسان جب کسی مشکل میں مجبور ہو جاتا ہے تو پھر نئی راہیں تلاش کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اس توجہ کی مثال ہمیں چین میں نظر آتی ہے۔ چین بھی چونکہ ایک نیا اور ترقی کرنے والا ملک ہے۔ اس نے بھی شروع میں

ایلوپیتھی طریق علاج

اختیار کیا لیکن چند سال ہوئے وہ اس نتیجہ پہ پہنچے کہ ہم ستر اسی کروڑ آبادی کا علاج ایلوپیتھی کے ذریعہ نہیں کر سکتے۔ ایک تو لوگ اتنی کثرت سے بیمار ہوتے ہیں۔ دوسرے اس پہ بہت زیادہ خرچ آتا ہے۔ دواؤں کا مہیا کرنا اور مریض کے علاج کا خرچ اُٹھانا حکومت کے ذمہ ہے۔ پھر بعض ایسی بیماریاں ہیں جن کے لئے کوئی دوا نہیں ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے اس مسئلہ پہ غور کیا تو انہیں یہ احساس ہوا کہ یہ سمجھنا غلطی ہے کہ پرانی طب بے فائدہ ہے۔ اس کو بالکل چھوڑ دینا ٹھیک نہیں۔ بالآخر انہوں نے ایک جامع پروگرام کے ماتحت کئی لاکھ ڈاکٹر اور میڈیکل کالجوں کے طلباء کو سارے چین میں پھیلا دیا۔ اور کہا کہ جتنے بھی بڑے بوڑھے حکیم لوگ ہیں ان سے مل کر علاج کے پرانے ٹوٹکے دریافت کرو۔ ویسے ہر جگہ کوئی نہ کوئی آدمی حکیم ضرور ہوتا ہے۔ جس کو کچھ آتا ہے وہ بھی حکیم ہے اور جس کو کچھ نہیں آتا وہ بھی حکیم ہے اس قسم کے کسی حکیم کا نسخہ کبھی فائدہ دیتا ہے اور کبھی نقصان بھی دیتا ہے۔ بہرحال چینی ڈاکٹروں اور طالب علموں کی ٹیمیں گاؤں گاؤں میں گئیں اور ستر ستر اسی اسی سال کے بوڑھے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ کونسی بیماری کا کس دوائی یا جڑی بوٹی سے علاج کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بوڑھے لوگوں اور پرانے حکیموں کی باتوں۔ اُن کے تجربات اور آزمودہ جڑی بوٹیوں کے متعلق معلومات کو بڑی سنجیدگی سے نوٹ کیا اور پھر ایک جگہ اکٹھا کر کے اُن پہ غور کیا گیا۔ اور پھر ان

فراہم شدہ معلومات کی روشنی میں

دوائیاں تیار کر کے اُن پر تجربات کئے گئے اور اس طرح وہ ایسی دوائیں بنانے میں کامیاب ہو گئے جو ایلوپیتھی والے نہیں بنا سکے۔ مثلاً اگر معدہ کا کینسر ہو تو ایلوپیتھی ڈاکٹر معدہ کا بیمار حصہ کاٹ دیتے ہیں اور جو صحت مند حصہ ہوتا ہے اس کو سی دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے معدہ میں اور انتڑیوں میں ایک حرکت پیدا کی ہے جس کے نتیجہ میں ایک تو کھانا آگے جاتا ہے اور ہضم ہوتا ہے کھانا ہضم کرنے کے لئے انتڑیوں اور معدہ میں چھوٹے چھوٹے گلینڈز ہوتے ہیں۔ جن میں سے رطوبت نکلتی ہے اس کے بغیر کھانا ہضم نہیں ہو سکتا۔ پس ایک تو یہ حرکت ہے۔ دوسرے خون کا دوران ہوتا ہے۔ جو صحت کے لئے ضروری ہے۔ اس قسم کے اپریشن سے نظام ہضم کو بہت بڑا صدمہ پہنچتا ہے وہ کام نہیں کرتا معدہ اور انتڑیوں میں حرکت نہیں رہتی مگر ایلوپیتھی والے جب اپریشن کرتے ہیں تو کئی دن کھانے کو نہیں دیتے کہتے ہیں کہ جو کھانا کھاؤ گے وہ اندر جا کر سڑ جائے گا۔ معدہ میں چونکہ کوئی حرکت نہیں اس لئے معدہ میں پڑا رہے گا انتڑیوں میں چلا گیا تو وہاں پڑے گا اور عفونت پیدا ہو جائے گی جس سے زہر پیدا ہو جائے گا اس لئے ڈاکٹر ایسے مریض کو کئی دن تک کھانے کو کچھ نہیں دیتے۔ ایک تو اپریشن کر کے کمزور کر دیتے ہیں دوسرے کھانے کو کچھ نہیں دیتے اس سے مریض اور بھی زیادہ کمزور ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کئی کئی مہینوں بلکہ بعض دفعہ سالوں تک اپنی نارمل صحت حاصل نہیں کر پاتا۔ لیکن حکومت چین نے جو

معلوماتی ٹیم

دیہاتوں میں بھجوائی تھی ان کے ذریعہ پرانے حکیموں سے باتیں کر کے یہ پتہ لگا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض ایسی جڑی بوٹیاں پیدا کی ہیں جن کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ انتڑیوں اور معدہ کی حرکت کو معمول پر لے آتی ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں میں نے ایک چینی رسالے میں ایک مضمون پڑھا تھا کہ چینی ڈاکٹروں نے ایک بہت ہی زیادہ بیمار آدمی کا اپریشن کیا۔ پیٹ کھولنے پر معدہ بہت زیادہ خراب نکلا ایک مٹھی بھر صحت مند معدہ رہ گیا تھا۔ اس کو تو انہوں نے سی دیا اور جو بیمار حصہ تھا اسے کاٹ دیا اور قبل اس کے کہ وہ معدہ کے ساتھ انتڑی کو ملاتے انہوں نے ایک پلاسٹک کی ٹیوب انتڑی کے منہ پہ رکھ دی اور وہی نسخہ جو بڑے بوڑھے حکیموں سے حاصل کیا تھا جو کئی جڑی بوٹیوں کے مرکب پر مشتمل تھا۔ ٹیوب کے ساتھ ایک خوراک اندر داخل کر دی تو چونکہ پیٹ کھلا ہوا تھا انہوں نے دیکھا کہ اسی وقت انتڑیوں میں حرکت پیدا ہو گئی ہے چنانچہ انہوں نے اپریشن مکمل ہونے کے دو گھنٹے بعد مریض کو نرم غذا دے دی اور پھر تین دن کے بعد کہا کہ جو مرضی کھاؤ کچھ نہیں ہوگا۔

ہمارے ایلوپیتھی والوں کے پاس اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے انہیں تو بس کاٹنا اور جوڑنا آتا ہے اس طرح وہ بیمار کو اور زیادہ بیمار کر دیتے ہیں۔ غرض میں بتا یہ رہا ہوں کہ دوسری طب یونانی ہے جو پہلے بھی فائدہ دیتی رہی ہے اور اب بھی فائدہ دے سکتی ہے لیکن

عقلِ انسانی کا استعمال ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی لئے عقل دی ہے کہ وہ اپنے نفع اور نقصان کو معلوم کر سکے۔ تاہم جو احمدی طبیب ہے اس کی عقل انسانی تو نور آسمانی کا مرکب بن کر عقل اور نور آسمانی کا نگینہ بڑا ہی اچھا نسخہ پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دوستوں کو فراست عطا کرتا ہے۔ وہ دعائیں کرتے ہیں پس ایک یہ طب یونانی ہے اس کا صحیح استعمال ہونا چاہئیے عقلمندوں نے پھر اسکے ذریعہ علاج شروع کر دیا ہے۔

علاج کی تیسری قسم

ہومیوپیتھی ہے اس نے بھی بڑی ترقی کی ہے۔ غرض ایلوپیتھی طب یونانی اور ہومیوپیتھی طریق پہ مریض کا علاج کرنے والے ڈاکٹر اور اطباء خاص طور پر اس وقت میرے مخاطب ہیں۔ اس وقت یہاں جو بیماری پھیلی ہوئی ہے اس کی وجہ سے میں نے یہ دن بڑے فکر میں گزارے ہیں۔ جماعت کے بچوں اور بزرگوں کو بیمار دیکھ کر میں ان دنوں بڑا فکر مند رہا ہوں۔ بعض دفعہ ہر روز تین تین چار چار موصی اور موصیات کے جنازے پڑھاتا رہا ہوں اس لحاظ سے بھی یہ امر فکر پیدا کرنے والا ہے اس لئے تمام ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک ڈاکٹر اور یونانی طبیب کل شام عصر کی نماز کے بعد مجھ سے ملیں۔ ہم سب بیٹھ کر سوچیں گے کہ اس بیماری کا جو ایک طرح سے ابتلاء اور امتحان ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے کس طرح مقابلہ کیا جائے۔

ڈاکٹروں کو تو میں علیحدہ طور پر بھی تلقین کروں گا کہ جو دوست مریض ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُن کے لئے دُعائیں بھی کریں۔ بلا ضرورت محض اصرار مریض یا اس کے لواحقین کے کہنے پہ مائی سین وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔ وقت پہ بیماری کو پکڑیں مریض سے ہمدردی کریں۔ ضرورت کے وقت مریض کو دیکھنے کے لئے اس کے گھر پہنچ جائیں۔

آج کل فضلِ عمر ہسپتال میں بھی ڈاکٹروں کی بہت کمی ہو گئی ہے اس لئے

میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں

اور الفضل کو چاہیئے کہ وہ کل ضرورشائع کر دے کہ ہمارے احمدی ڈاکٹروں میں سے ایک یا دو ڈاکٹر ایک مہینے کی چھٹی لے کر یہاں آجائیں تاکہ ربوہ میں جو دوست بیمار ہیں ہم ان کا اپنی تسلّی کے مطابق علاج یعنی تدبیر والا حصہ پورا کر سکیں۔ جو دعا والا حصہ ہے اس کے لئے تو کسی اندرونی یا بیرونی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اور آپ سب دعا کریں گے لیکن جو تدبیر والا حصہ ہے اس میں بھی ہم نے پوری کوشش کرنی ہے اس وقت کما حقہ تدبیر نہیں ہو رہی کیونکہ ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اگر ہمارے

ایک یا دو فریش ڈاکٹر

ایک مہینے کی چھٹی لے کر یہاں آجائیں تو مجھے امید ہے کہ ہم بیماری پر بڑی حد تک قابو پالیں گے۔ ہمارے ایک اپنے ڈاکٹر مزید تجربہ حاصل کرنے کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں وہ واپس آنے والے ہیں شاید آٹھ یا دس دسمبر کو انشاء اللہ یہاں پہنچ جائیں گے۔ ڈاکٹر لطیف صاحب بھی اچھے خاصے کامیاب ڈاکٹر تھے اور میرا خیال ہے دعائیں کرنے والے بھی تھے کیونکہ ان کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفا بھی رکھی تھی۔ وہ اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے چھٹی لے کر باہر گئے تھے۔ انہوں نے اس سال اگست ستمبر میں واپس آنا تھا مگر وہ اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے نہیں آسکے تاہم میں نے اُن کو لکھا ہے کہ وہ اپنی مجبوریوں کو چھوڑیں اور بہت جلد واپس آجائیں۔ لیکن اس وقت چونکہ ہمیں فوری طور پہ فریش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بہرحال پوری ہونی چاہیئے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے احمدی ڈاکٹر صاحبان جو پاکستان میں مختلف جگہوں پر کام کر رہے ہیں۔ اُن میں ایک یا دو ڈاکٹر ایک ایک مہینے کی رخصت لے کر ربوہ آجائیں۔ تاکہ میری اور آپ کی فکر دُور ہو سر دست جو ڈاکٹر یہاں موجود ہیں یعنی

تینوں قسم

کے اور ان سب کو میں اطباء یعنی ڈاکٹر کہتا ہوں اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ نے ڈاکٹر کہا تھا اور میں تو ہومیو پیتھ ہوں یا طبیب ہوں اس لئے میٹنگ میں شامل نہیں ہوا۔ میری مراد اس وقت وہ سب دوست ہیں جو یہاں طب کا کام کرتے ہیں یعنی جو پیشہ ور طبیب ہیں خواہ وہ ہومیو پیتھک کے ڈاکٹر ہوں یا ایلو پیتھک کے یا طب یونانی یا مسلم طب کے حکیم اور طبیب ہوں۔ وہ سب کل عصر کی نماز کے بعد میٹنگ میں شامل ہوں تاکہ ہم مشورہ کریں اور پھر سارے حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کوئی مناسب عملی اقدام کریں۔

میں نے آپ کو ایک تحریک کی تھی کہ پانی ابال کر پیا کریں۔ اگر اس طرح پانی بد مزہ لگے تو سبز چائے کی پتی بیچ میں ڈال دینی چاہیئے۔ دوست اس پہ ضرور عمل کریں۔ معدہ اور انتڑیوں کے لئے اُبلا ہوا پانی بہت مفید ہے۔

میں مختصراً

ایک اور بات

بھی کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مجلس صحت کا کام کچھ سُست پڑ گیا ہے گرمیوں میں تو سُست ہونا ہی تھا۔ کیونکہ اکثر طلباء موسم گرما میں ربوہ سے باہر چلے جاتے ہیں۔ پچھلا وقت تو گزر گیا اب اس کام میں چستی پیدا ہونی چاہیئے مجلسِ صحت کا ایک کام ربوہ میں شجر کاری بھی ہے فروری میں درخت لگانے کا موسم آئے گا۔ اگر اسوقت تک ہم اسیطرح بیٹھے رہے کہ وقت پہ کام کریں گے تو پھر جس طرح ہم پہلے درخت نہیں لگا سکے اسیطرح اب بھی نہیں لگا سکیں گے اس واسطے یہ کام ابھی سے شروع کر دینا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ہمیں یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ کہاں کہاں درخت لگ سکتے ہیں وہاں درخت لگانے کا انتظام ہونا چاہیئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم ربوہ میں پندرہ بیس ہزار درخت لگا سکتے ہیں جس سے شہر کی شکل بدل سکتی ہے۔ پھر درختوں کی حفاظت کی بھی ضرورت ہے۔ درختوں کی حفاظت کی ذمہ داری میں اس طبقے پہ ڈالتا ہوں۔ جس سے درختوں کو سب سے زیادہ خطرہ رہتا ہے۔ اور اس سے میری مراد بچے ہیں۔

اطفال الاحمدیّہ کی ذمہ داری

ہے کہ وہ چھوٹے درختوں کی حفاظت کریں اور اپنے اُن بھائیوں کا بھی خیال رکھیں جو ابھی چھوٹے ہیں اور اطفال الاحمدیہ کی عمر کو نہیں پہنچے۔ ایسے چھوٹے بچے بھی درخت نہ توڑیں۔ دراصل درخت کے لئے دو حالتیں خطرناک ہوتی ہیں۔ ایک جب وہ بالکل چھوٹا ہوتا ہے۔ اس حالت میں بچے بھی اُسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ دوسری وہ حالت ہے جب درخت بڑا ہو جاتا ہے اس کی ہری بھری ٹہنیاں نکل آتی ہیں اس وقت بعض بیوقوف حریص اور دنیا دار آدمی دو چار آنے کے فائدہ کے لئے اس کی ٹہنیوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ ان ہر دو حالتوں میں

درختوں کی حفاظت

انہیں ضروری ہے۔ جب کبھی ایسا آدمی درخت کاٹ رہا ہو دوسرے آدمی کو اس کے پاس سے نوٹس لئے بغیر گذر نہیں جانا چاہیئے بلکہ اُسے ٹوکنا چاہیئے اور اس سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ وہ کس کے حکم سے درخت کاٹ رہا ہے بعض دفعہ خود میں نے دیکھا ہے جب پوچھا کہ کیوں درخت کاٹ رہے ہو تو بولا کہ جی بس کاٹ رہے ہیں۔ اب دیکھو ہم نے تو ۲۰ ۔ ۲۵ سال کوشش کے نتیجہ میں یہاں کچھ تھوڑے بہت درخت لگائے ہیں اور اس قسم کے لوگ آرام سے آکر بغیر اجازت بغیر کسی جائز وجہ اور بغیر جائز حق کے درخت کاٹنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں جی بکری کے لئے چارہ یا چائے کے لئے ایندھن کی ضرورت ہے۔ اس قسم کی ضرورت ربوہ کے درختوں سے پوری نہیں کرنی چاہیئے۔ پس

ربوہ کے ہر مکین کا یہ فرض ہے

کہ اُسے جہاں بھی نظر آئے کہ کوئی شخص درخت کاٹ رہا ہے تو وہ اس کے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلا جائے اور اسے درخت کاٹنے سے روک دے۔ یہ تو تھی وہ ذمہ داری جو اُن درختوں کی حفاظت کے لئے ہے جو پہلے سے موجود ہیں جو نئے درخت لگائے جائیں گے ان کی حفاظت کی ذمہ داری اطفال الاحمدیہ پر ہے۔ سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق دس فی صد درخت مر جاتے ہیں اور بڑھتے نہیں انسانی غلطی یا لاپرواہی کے نتیجہ میں ایک درخت بھی ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ سارے چھوٹے اور بڑے بچے درختوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ مجلس صحت کو چاہیئے کہ اُن کی ٹولیاں بنا کر ہر ٹولی کے ذمہ لگائیں کہ مثلاً انہوں نے فلاں جگہ کے اتنے درختوں کی حفاظت کرنی ہے۔

دوسرے صفائی وغیرہ کا کام ہے ورزش کے لئے میدان ٹھیک کرنے کا کام ہے۔ مجلس صحت کی طرف سے مجھے دیر سے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ شاید ہمارے چوہدری بشیر احمد صاحب بیمار ہو گئے ہیں یا لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ یہ لاپرواہی بھی ایک قسم کی بیماری ہی ہے بہر حال مجلس صحت کو پوری طرح بیدار رہ کر اور پورے زور سے عمل کرنے والی ایک فعّال مجلس بننا چاہیئے۔ سارا ربوہ اس کا ممبر ہے۔

میں نے یہ ہدایت کی تھی کہ جلسہ سالانہ سے پہلے سیر کا ایک اور مقابلہ کرایا جائے جس میں ربوہ کا ہر مکین یعنی مرد شامل ہو اور اس کے لئے اخبار کے ذریعہ بار بار اعلان کیا جائے۔ سیر کا مقابلہ تو آج ہو گیا ہے۔ الحمد للہ۔ یہ پتہ نہیں کہ کتنے دوست اس میں شامل ہوئے ہیں تاہم یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی کام کو پوری طرح کامیاب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بار بار یاد دہانی کرائی جائے اور اس طرح ایک بیداری پیدا کر دی جائے جو اصل

کامیابی کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ

ہوتی ہے۔ الحمد للہ کچھ کام تو ہو گیا ہے لیکن جلسہ سالانہ تک اور بہت کام کرنے والے ہیں اس لئے مجلس صحت کو اب پوری طرح بیدار رہنا چاہیئے۔

درختوں کے متعلق میں ایک بار پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ریل اور سڑک پر بھی دو رویہ درخت ہونے چاہئیں۔ علاوہ ازیں اور کئی جگہیں بے کار پڑی ہوئی ہیں مثلاً ہمارا جلسہ گاہ ہے اس کی حدود میں بالکل آخر میں دو دو درختوں کی ایک قطار ہونی چاہیئے۔ علاوہ اجتماعی فوائد کے باہر سے آنے والوں کو ان سے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً گرمیوں میں اگر کوئی دوست باہر کے گاؤں سے گھوڑی یا بگھی پر سوار ہو کر نماز پڑھنے کے لئے آئے تو وہ اپنے جانور کو درخت کے ساتھ باندھ دے گا یا اگر اس کے ساتھ کوئی غیر از جماعت دوست ہے تو وہ وہاں آرام کر سکے گا۔ اگر کوئی عورت ہے جو ایسی حالت میں ہے کہ نماز نہیں پڑھ سکتی تو وہ درخت کے نیچے بیٹھ جائے گی۔ اس وقت آپ نے کوئی ایسی جگہ نہیں بنائی جہاں آدمی آرام کر سکے۔

غرض درختوں کے بے شمار فوائد ہیں یہ انسان کے ہزاروں کام آتے ہیں اس لئے نئے اور پرانے

درختوں کی حفاظت از بس ضروری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سایہ دار اور پھلدار درختوں کے کاٹنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ قرآن کریم نے بھی اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے چنانچہ ایک موقع پر جنگ کے دوران انسان کی جان کی حفاظت کے لئے نہیں! بلکہ ایک مسلمان کی جان کی حفاظت کے لئے (جس کی قیمت زیادہ ہے) غالباً نو درخت کاٹنے پڑے تھے۔ جس پر قرآنی وحی نازل ہوئی کہ یہ درخت ہمارے حکم سے کاٹے گئے ہیں۔ غرض اتنی چھوٹی سی استثنائی صورت کا ذکر حکمت سے خالی نہیں ہے آخر نو درخت ہیں کیا چیز؟ لیکن چونکہ امت مسلمہ کو یہ سبق دینا مقصود تھا کہ اتنی اہم ضرورت کے لئے نو درخت کاٹنے پر بھی اللہ کا الہام نازل ہوا۔ گو اس طرح آئندہ کے لئے بوقتِ ضرورت درخت کاٹنے کی اجازت تو مل گئی لیکن اس سے بالواسطہ طور پر درخت خواہ وہ سایہ دار ہوں یا پھلدار ہوں ان کے نہ کاٹنے بلکہ نئے درخت لگاتے اور اُن کی حفاظت کرنے کی تاکید کی گئی ہے

میرے دل میں یہ شدید خواہش ہے

کہ ہمارا ربوہ ایک باغ بن جانا چاہیئے۔ آخر یہ افسوسناک تفاوت اور اس کو دور کرنے کا خیال ہمارے پیش نظر کیوں نہیں رہتا کہ ہمارے جو بزرگ اس دنیا سے چلے گئے۔ اُن کی جو ابدی رہائش گاہ ہے اس کو تو ہم نے باغ بنا دیا مثلاً قادیان کا بہشتی مقبرہ ہے یہاں ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں بھی درخت نکل رہے ہیں۔ مگر جو زندوں کی رہائش گاہیں ہیں اُن کو ہم نے نظر انداز کر رکھا ہے حالانکہ اس دنیا میں تو زندوں کی رہائش گاہوں کی طرف بھی خاطر خواہ توجہ ہونی چاہیئے تھی۔ ابدی رہائش گاہوں میں درختوں اور پھولوں کے اپنے فوائد ہیں اس لئے یہ نہ ہو کہ کل کوئی لکڑہارا ہمارے بہشتی مقبرہ میں سے درخت کاٹنے شروع کر دے۔ وہاں بھی درخت ہوں گے اور پھول اگیں گے۔ اور ماحول خوشنما اور خوشگوار ہو گا۔ کیونکہ باہر سے جو لوگ آتے ہیں (جن میں بعض غیر از جماعت دوست بھی ہوتے ہیں) اُن کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں قبروں کی سیدھی قطاریں بنی ہوئی ہیں درخت لگے ہوئے ہیں پھول اُگے ہوئے ہیں صفائی ہے خاموشی ہے اور فضا پُر سکون ہے اور دعا کرنے کی کیفیت پیدا کرنے والا سماں ہے چنانچہ جو لوگ احمدی نہیں ہوتے وہ بھی خاص طور پر محسوس کرتے ہیں کہ واقعی یہ جگہ

بہشت کا نمونہ

ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ربوہ کا ہر گھر بھی اسی طرح بہشت کا نمونہ بن جائے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق ہی سے یہ ہو سکتا ہے۔

بہر حال مجلس صحت کو اب زیادہ چوکس ہو کر کام شروع کر دینا چاہیئے۔ پہلی سیڑھی میں سے ہم گزر گئے ہیں ایک سیڑھی ہم چڑھ گئے ہیں۔ دوسری سیڑھی پر ہم چڑھ رہے ہیں مجلس کے کام کرنے کا یہی وقت ہے۔ بہت سارے کام ایسے ہیں جو سردیوں میں ہو سکتے ہیں گرمیوں میں ان کا ہونا بڑا مشکل ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کاموں کے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کما حقہٗ توفیق عطا فرمائے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۰۲۵